بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکمل صحیح اسلامی عقیدہ

قسط سوئم

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

مقرر ریڈیو و ٹیلی ویژن پاکستان

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ، 977-A ' بلاک بی III ' گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36823128,36846677,0300-4274936

Web:http://www.seedharastah.com

E-Mail: info@seedharastah.com

''صحیح اسلامی عقیدہ'' کے مؤلف صاحب نے لکھا ہے ''کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے''۔ اس عنوان کے تحت تین آیات مبارکہ تحریر کی ہیں۔ اور یہ عقیدہ پیش کیا ہے کہ کوئی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی کو نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم کے سوا کسی کو مت پکارو۔ جبکہ کہنا اور لکھنا یہ چاہیے تھا کہ نفع ونقصان کا حقیقی خالق و مالک صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم ہے اور وہ جسے چاہے نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت دے سکتا اور جس کو جتنا اختیار چاہے عطا فرما سکتا ہے۔ اور ﷻ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔

درستگی اور صحت کے لئے ''مکمل صحیح اسلامی عقیدہ'' قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ سے پیش کیا جاتا ہے۔ پہلے ''صحیح اسلامی عقیدہ'' سے عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

3۔ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ (یونس: ۴۹)

''آپ (ﷺ) فرمادیجیے کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نقصان اور نفع کا اختیار رکھتا ہی نہیں، مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔''

﴿قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الجن: ۲۱)

''آپ (ﷺ) کہہ دیجیے، کہ میں تمہارے نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔''

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (یونس: ۱۰۶)

''اور اللہ کے علاوہ کسی کو نہ پکارو۔ جو نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکے اور نہ نقصان، پس اگر تم نے ایسا کیا تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔''

''صحیح اسلامی عقیدہ'' نامی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ ''نفع ونقصان کا مالک

صرف اللہ تعالیٰ ہے۔'' یہ بات بالکل صحیح اور سچ ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کسی کو مالک بنادیتا ہے تو وہ عطائی اور مجازی طور پر مالک ہوتا ہے اور وہ مجازی مالک اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا شریک نہیں ہوتا اور نہ ہی اُس جیسا ہوتا ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے جتنا چاہا اُتنا مالک بنادیا۔

آیتِ مبارک کے آخری حصّے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اِختیار عطا فرمایا ہے۔ یہاں نفی ذاتی اِختیار کی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے عطا کرنے کی نفی نہیں ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کو جتنا چاہا اِختیار عطا فرمادیا ہے تو اِس بات کے کہنے کی تو حاجت ہی نہیں کہ آپ ﷺ کو اِختیار نہیں۔ اِختیار تو ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا عطا کردہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے عطا کردہ اختیار کو تسلیم کرنا ہی تو توحید ہے۔ اِنکار کا نام توحید نہیں بلکہ عقیدہ توحید کی توہین ہے۔

محولہ بالا آیتِ مبارک کی شانِ نزول یہ ہے:۔ لَمَّا رَجَعَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ غَزْوَةِ بَنِيْ مُصْطَلَقٍ جَآءَتْ رِيْحٌ فِي الطَّرِيْقِ فَفَرَّتِ الدَّوَابُّ مِنْهَا، فَاَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَوْتِ رِفَاعَةَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ فِيْهِ غَيْظُ الْمُنَافِقِيْنَ وَقَالَ اُنْظُرُوْا اَيْنَ نَاقَتِيْ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ مَعَ قَوْمِهٖ اَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ يُخْبِرُ عَنْ مَوْتِ رَجُلٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَلَا يَعْرِفُ اَيْنَ نَاقَتُهٗ، فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَالُوْا كَيْتَ وَكَيْتَ وَنَاقَتِيْ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ قَدْ تَعَلَّقَ زِمَامُهَا بِشَجَرَةٍ فَوَجَدَهَا عَلٰى مَا قَالَ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ [1]

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۸۸ زیر آیت طبع جدید دار الفکر بیروت لبنان، بحر المحیط جلد ۴ ص ۴۳۹، دار الکتب العلمیہ بیروت طبع جدید۔

غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر راہ میں تیز ہوا چلی، چوپائے بھاگے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خبردی کہ مدینہ منورہ میں ''رفاعہ'' کا اِنتقال ہوگیا اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناقہ (اُونٹنی) کہاں ہے؟ (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی (علیہ لعنۃ اللہ نے فوراً اِعتراض کیا) اور کہنے لگا اِن کا کیسا عجیب حال ہے کہ مدینہ منورہ میں مرنے والے کی خبر تو دے رہے ہیں لیکن اپنی اُونٹنی معلوم نہیں کہ کہاں ہے؟ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر اُس کا یہ قول مخفی نہ رہا۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم نے فرمایا: منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا ناقہ (اُونٹنی) اُس گھاٹی میں ہے۔ اُس کی نکیل ایک درخت میں اُلجھ گئی ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا: اُسی شان سے وہ ناقہ پایا گیا۔

اِس موقع پر اللہ ﷻ نے سورۃ الاعراف کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۱۸۸ نازل فرمائی۔

اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم مالک حقیقی ہے۔ میرے پاس جو کچھ ہے سب اللہ ﷻ کی عطا اور چاہنے سے ہے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ میرے پاس کچھ نہیں اور مجھے اِختیار نہیں اور میں مالک نہیں۔

لَآ اَمْلِکُ میں تو ذاتی ملکیت مراد ہے۔ جو بغیر کسی کی عطا کے ہو۔ اور ملکیت اور اِختیارات کی آیاتِ مبارکہ میں عطائی ملکیتِ خداداد مراد ہے۔ یہاں ذاتی اور حقیقی علم کی نفی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا علم اور اِختیار ذاتی اور حقیقی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی صفات ذاتی اور حقیقی ہیں۔

فرمایا: اللہ ﷻ کے اِرادے کے مقابل تو میں خود اپنی ذات کے نفع ونقصان کا مالک بھی نہیں کہ اگر ربّ مجھے نقصان دینا چاہے اور میں اُس کے مقابلے میں نفع حاصل کرلوں۔ یا ربّ مجھے فائدے دینا چاہے اور میں اُس کے خلاف نقصان کرلوں۔ میں تو اُسی قدر مالک ومختار ہوں جس قدر ربّ چاہے۔ میری ملکیت واِختیار اُسی قدر ہے۔

قُلْ لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ اِن جیسی آیاتِ مبارکہ میں قُلْ فرما کر اللہ ﷻ نے یہ بتایا ہے کہ یہ بات نہ تو ہم فرمائیں گے اور نہ ہی کسی کو کہنے کی اِجازت دیں گے۔ اِس کلام کے لئے صرف آپ ﷺ کی زبانِ مبارک ہی ہے کہ آپ ﷺ

تواضع اور انکساری کے طور پر فرمائیں۔ [۲]

اسی لئے قرآنِ مجید نے خود کہیں نہ فرمایا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مجبور و بے بس ہیں۔ اُنہیں کچھ طاقت اور اختیار نہیں نہ یہ فرمایا کہ اے مسلمانو! تم یہ کہا کرو۔ بلکہ قرآنِ مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا: اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ؕ (الکوثر:۱) ''بے شک ہم نے آپ ﷺ کو خیرِ کثیر عطا فرمائی ہے۔'' وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ؕ (الضحیٰ:۸) ''اور ہم نے آپ کو حاجت مند پایا پھر غنی کردیا''۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے متعلق ربِّ ذوالجلال والاکرام کا ذکر کرتے ہیں:۔ أنَا رَأیْتُنِی اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ [۳] ''میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لاکر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں''۔

تفسیر ضیاء القرآن:

''سورۃ الاعراف کی آیتِ مبارک نمبر ۱۸۸ میں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ اپنی ذات مقدسہ سے اُلوہیت کی نفی فرمارہے ہیں کہ میں اِلٰہ نہیں ہوں کیونکہ اِلٰہ معبود اور خدا وہ ہے جس کی قدرت اور اختیار مستقل ہے، جو چاہے کرسکتا ہے نہ کسی کام سے اُسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ اُسے کسی کام پر مجبور کیا جاسکتا ہے اور مجھ میں یہ اختیارِ کامل اور قدرتِ مستقلہ نہیں پائی جاتی۔ میرے پاس جو کچھ ہے میرے رب کا عطیہ ہے اور میرا سارا اختیار اُسی کا عنایت فرمودہ ہے۔

لَآ اَمْلِکُ کے کلمات سے اپنے ذاتی اختیارِ کامل کی نفی فرمائی اور اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ سے اِس غلط فہمی کا ازالہ کردیا کہ کوئی نادان یہ نہ سمجھے کہ نبی کریم رؤف و

---

[۲] تفسیر نعیمی جلد ۹ ص ۴۵۴ [۳] بخاری جلد ۲ ص ۱۰۸۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۴۹، قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۳۳، درمنثور جلد ۴ ص ۴۵۶، مسند ابوعوانہ جلد ۱ ص ۳۹۵، صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۹۹، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۲۸، مرآۃ جلد ۸ ص ۱۱، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۳۰۳، تفہیم البخاری جلد ۱۱ ص ۱۵۴، دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۱۴۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۹، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۔

رحیم ﷺ کو نفع وضرر کا کچھ اختیار ہی نہیں۔ فرمایا: مجھے اختیار ہے اور یہ اختیار اُتنا ہی ہے جتنا میرے ربّ کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اَب رہی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی اندازہ اِس کا اِحاطہ نہیں کرسکتا۔ کوئی بناوٹی حد قائم نہیں کی جاسکتی۔ اِس آیتِ کریمہ میں غور فرمائیے: **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ** ''اور (اے حبیب ﷺ) آپ (ﷺ) کا رَب آپ ﷺ کو اِتنا دے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے''۔ کیا لطف ہے' حضور ﷺ نے اپنی ساری توانائیوں اور قوتوں سے برأت کرتے ہوئے ہر بات اپنے خالق و مالک کی مرضی اور مشیّت کے سپرد کردی اور اُس بندہ نواز نے اپنی مشیّت کو اپنے محبوب بندے (سرورِ اَنبیاء ﷺ) کی رضا اور خوشنودی پر منحصر فرمادیا۔ بتادیا' اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کو دینے والا میں ہوں' خود آپ ﷺ کو دوں گا اور اِتنا دوں گا جتنا آپ ﷺ چاہیں گے۔ اَب پیارے کریم آقا ﷺ کی وسعتِ کرم وظرف ملاحظہ فرمائیے جب **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ** کا مژدہ پہنچا تو عرض کیا: اے کریم پروردگار جل وعلا میں تو اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میری اُمت کا آخری فرد بھی جنت میں نہ پہنچ جائے۔ اِنصاف کرو' کیا جہنم سے بچالینا دفع ضرر باذن اللہ نہیں؟ کیا جنت میں پہنچا دینا نفع رسائی باذن اللہ نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے۔ (ضیاء القرآن جلد۲ ص ۱۱۰)

اِختیارِ مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا' مانگو:

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں رات کی گھڑیاں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے سایۂ رحمت میں گزارتا تھا (یعنی سفر میں رات کی خدمت خصوصیّت سے میرے سپرد تھی۔ آستانہ مُبارک میں رات بھر دروازے پر رہتا تھا۔ ایک شب حسبِ معمول تہجد کے وقت وضو (شریف) کے لئے

پانی، مسواک اور مصلّی لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، بعض نسخوں میں اٰتِیہ ہے یعنی لایا کرتا تھا (تو ایک رات شانِ کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ مجھے اِنعام دینے کا ارادہ فرمایا) میں آپ ﷺ کے پاس وضو اور دیگر ضروریات کے لئے پانی لایا۔ تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: سَلْ ''مانگ لو''۔ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ ''میں آپ (ﷺ) سے جنت میں آپ (ﷺ) کی رفاقت مانگتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: اَوْ غَیْرَ ذَالِکَ ''اِس کے علاوہ اور کچھ''۔ میں نے عرض کیا: ھُوَ ذَالِکَ ''بس یہی (کافی ہے)'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ ۴ ''پھر زیادہ سجدے کر کے اپنے معاملہ میں میری مدد کر''۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: وَیُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْاَمْرُ بِالسُّؤَالِ اَنَّ اللّٰہَ مَکَّنَہٗ مِنَ الْعَطَاءِ کُلَّ مَا اَرَا مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ ۵ ''رسول اللہ ﷺ نے جو مطلقاً فرمایا ''مانگو جو مانگنا ہے''۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ (جل جلالہ) نے آپ ﷺ کو خزائن سے، جو چاہیں، عطا کرنے پر قادر فرما دیا ہے''۔ اللہ عزوجل نے دُنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ ﷺ کی مِلک اور اِختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو جو چاہیں، جتنا چاہیں (بشرط موافقتِ تقدیر) عطا فرما دیں۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو عنایت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے عید کے روز نماز کے بعد خطبہ (شریف) پڑھا اور اِرشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَنَسَکَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُکَ وَمَنْ نَّسَکَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَتِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ ''جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسی قربانی کی تو اُس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی

۴ مسلم جلد ۱ ص ۱۹۳، مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۷، مشکوٰۃ ص ۸۴، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۳، نسائی حدیث نمبر ۱۱۳۷، جلد ۱ ص ۱۷۱، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۹۴۔ ۵ مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۴۲۔

(تو وہ بکری قربانی کی نہ ہوگی) بلکہ گوشت کی ہوگی''۔ یہ سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے قربانی کی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی۔ میں نے خود بھی کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ ''یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے''۔ (یعنی قربانی نہیں ہوئی) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے (پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اُس کی قربانی کرسکتا ہوں؟ تو فرمایا: نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ [6] ''ہاں! مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں'' (کافی نہ ہوگی)۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی گواہی:

مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلی و صحیح ابن خزیمہ اور طبرانی میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن اُسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا۔ جو شخص آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے۔ اِتنے میں (حضرت) خزیمہ رضی اللہ عنہ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ گفتگو سن کر بولے: اَنَا اَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَایَعْتَہٗ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے''۔ رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے خزیمہ (رضی اللہ عنہ) تم موجود تو تھے ہی نہیں، تم نے گواہی کیسے دی''؟ عرض کیا: بِتَصْدِیْقِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (وَفِی الثَّانِیْ) صَدَّقْتُکَ بِمَا جِئْتَ بِہٖ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَا تَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا (وَفِی الثَّالِثِ) اَنَا اُصَدِّقُکَ عَلٰی خَبَرِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اُصَدِّقُکَ

---

[6] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱' بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲' نسائی جلد ۲ ص ۲۰۴' تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۳۹' کنز العمال حدیث ۱۲۱۸۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۸۴۔

عَلَى الْأَعْرَابِيِّ (۱) ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں حضور (ﷺ) کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں۔ (۲) میں حضور (ﷺ) کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور نبیٔ کریم رؤف ورحیم (ﷺ) حق ہی فرمائیں گے۔ (۳) میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور (ﷺ) کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں؟ اس کے انعام میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہمیشہ اُن کی گواہی دو مردوں کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا: شَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهُ [7] ''خزیمہ جس کسی کے نفع، خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک اُنہیں کی شہادت بس ہے''۔ اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبیٔ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے قرآنِ عظیم کے حکم عام وَاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ سے خزیمہ رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔ یہ بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اختیار کا ثبوت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالتِ جنابت میں مسجد میں آنے کی اِجازت:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبیٔ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا: يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّجْنِبَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ [8] ''اے علی (رضی اللہ عنہ) میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحالت جنابت داخل ہو''

ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہے اُس کی عطاء کے بغیر کوئی ایک ذرّہ اور ایک قطرہ کا بھی مالک نہیں پھر اُس کریم مالک الملک نے مومن اور غیر مومن بندوں کو اپنی چیزوں کا مالک بنایا ہے۔ بندوں کی ملکیت عطائی، مجازی اور عارضی ہے جبکہ ربّ ذوالجلال والاکرام کی ملکیت ذاتی اور حقیقی ہے۔

---

[7] مصنف عبدالرزاق جلد ۸ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۱۵۵۶۶، ۱۵۵۶۵۔ [8] ترمذی حدیث نمبر ۳۲۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۶۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۹۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۸۸۵، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۲۵۴۔

اللہ عزوجل نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْداً بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَاعِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَاعِنْدَ اللّٰہِ، فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَایُبْکِیْ ھٰذَا الشَّیْخَ؟ اِنْ یَّکُنِ اللّٰہُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَمَا بَیْنَ عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَاعِنْدَاللّٰہِ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَالْعَبْدُ، وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ: یَا اَبَابَکْرٍ لَا تَبْکِ..... ۹ ''اللہ (جل جلالہ) نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے، چاہے دُنیا میں رہے، چاہے اُس کو اختیار کرے، جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے پاس ہے تو اُس نے وہ اختیار کیا جو اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) کے پاس ہے۔ (اس پر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو دیئے۔ (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دِل میں سوچا، اِس شیخ (بزرگ) کو کس چیز نے رُلایا؟ اگر اللہ (جل جلالہ) نے اپنے بندے کو دُنیا اور جو اللہ (عزوجل) کے پاس ہے، میں اختیار دیا ہے اور اُس نے وہ اختیار کرلیا ہے جو اُس کے پاس ہے (تو یہ رونے کا کیا موقعہ ہے؟) چنانچہ بعد میں معلوم ہوا، اُس بندے سے مراد خود رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ حقیقت کو جاننے والے تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نہ رو''۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَامِنْ نَبِیٍّ یُمْرِضُ اِلَّا خُیِّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَکَانَ فِی شِکْوَاہُ الَّذِیْ قُبِضَ اَخَذَتْہُ بُحَّۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ

۹ بخاری جلد۱ص ۶۶، جلد۱ص ۳۲۶، تفہیم البخاری جلد۱ص ۸۱۶، مسند احمد جلد۳ص ۱۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۹۰، مرآۃ جلد۸ص ۲۸۵، مشکوٰۃ ص ۵۴۶۔

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ ۝١ ''نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی (علیہ السلام) مگر اُنہیں دُنیا اور آخرت کے درمیان اِختیار دیا جاتا ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے اِس مرض میں تھے جس میں وفات دیئے گئے، تو آپ ﷺ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا، تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''اُن لوگوں کے ساتھ' جن پر تو نے اِنعام فرمایا یعنی انبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین' شہداء اور صالحین، تو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کو اِختیار دے دیا گیا ہے''۔

وضاحت: ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے مگر حضرات انبیاء کرام (علیہم السلام) کی وفات اِختیاری ہوتی تھی' اُنہیں رب ذوالجلال والاکرام کی طرف سے اِختیار دیا جاتا تھا کہ چاہیں تو دُنیا ہی میں رہیں، چاہیں تو رب ذوالجلال والاکرام کے پاس آجائیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام زندگی اور وصال اور ہر شعبہ حیات میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملک الموت علیہ السلام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ملک الموت کو بھیجا گیا۔ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام اُن کے پاس آئے' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو طمانچہ مارا۔ فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس چلا گیا اور عرض کیا۔ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ ''مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا: اِرْجِعْ اِلَیْهِ ''اُن کے پاس واپس جاؤ''۔ اور اُن سے کہو: یَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِمَا غَطَّتْ یَدُہٗ بِکُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ ''بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھیں تو جتنے بال اُن کا ہاتھ ڈھانپ لے گا ہر بال کے بدلے میں ایک سال عمر دے دی جائے گی''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا: ''اے میرے پروردگار پھر کیا

۝١ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۶۹' مشکوٰۃ ص ۵۴۷' درمنثور جلد ۲ ص ۱۸۳' مرآۃ جلد ۸ ص ۲۸۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۲۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۴۳۔

ہوگا''۔قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ :''اللہ جل جلالہ نے فرمایا: پھر موت''۔ قَالَ فَالْاٰنَ : ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' پھر ابھی فوت کر دے''۔

دوسری روایت مبارک میں ہے جب ملک الموت اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں لوٹے اور عرض کیا کہ تُو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا بلکہ اُس نے میری آنکھ پھوڑ ڈالی ہے۔فَرَدَّ اللّٰهُ عَيْنَهٗ ''تو اللہ (جل جلالہ) نے اُس کی آنکھ لوٹا دی''۔علامہ خطابی علیہ الرحمہ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرشتہ کے ساتھ ایسا سلوک کریں' اُن کا ملک الموت تک ہاتھ کیسے پہنچا؟ اور وہ اُن کی روح قبض نہ کر سکے اور کیسے اُن سے اللہ عزوجل کا حکم پورا نہ ہوا؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی زندگی میں اکرام میں منفرد اور یکتا کیا تھا اور جب اُن کی موت قریب آئی تو اُن پر مزید مہربانی فرمائی کہ فرشتہ کو اُن کو روح جبراً قبض کرنے کا حکم نہ دیا اور اِمتحان کے طور پر اُس کو بشر کی صورت میں بھیجا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اِس کو اچھا نہ جانا اور اُس کو اپنے سے ہٹانا چاہا تو چونکہ وہ بشری صورت میں تھا' اِس لئے اُس کی آنکھ طمانچے سے باہر نکل آئی۔ پھر اللہ جل جلالہ نے (حضرت) ملک الموت (علیہ السلام) کی آنکھ واپس کی تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو جائے کہ ملک الموت اللہ عزوجل کے حکم سے آئے ہیں۔ اِس لئے آپ نے پھر اللہ عزوجل کی قضاء تسلیم کر لی اور اِس لئے راضی ہو گئے۔

مسئلہ: اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نورانی فرشتہ بشری صورت اور اُس کے عوارض اِختیار کر سکتا ہے اور اُس کی نورانیت اور ملکوتیت باقی رہتی ہے اور بشر و نور دونوں جمع ہو جاتے اور ہو سکتے ہیں۔قرآنِ مجید میں ہے جب اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ (مریم:۱۷) ''کامل بشر کی طرح ظاہر ہوئے''۔اُس وقت وہ نور بھی تھے اور بشر بھی۔

صحیح اسلامی عقیدہ سے عبارت ملاحظہ فرمائیں

4۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی ذرہ کا مالک بھی نہیں

﴿قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا﴾ (المائدہ: ۱۷)

''آپ (ﷺ) کہہ دیجیے کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں ذرا سا بھی اختیار رکھتا ہو۔''

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ﴾ (سبا: ۲۲)

''(اے رسول ﷺ) کہہ دیجیے کہ جن کو تم اللہ کے علاوہ مشکل کشا سمجھتے ہو۔ انہیں بلاؤ (تاکہ وہ تمہاری مشکل کو حل کریں، لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ) وہ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں، اور نہ آسمانوں اور زمین میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔''

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ﴾ (الحج: ۷۳)

''لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اس (چیز) کو بھی اس مکھی سے چھین نہیں سکتے۔''

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ﴾ (الفاطر: ۱۳)

''(لوگو) جنہیں تم اس (اللہ) کے سوا پکار رہے ہو۔ وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔''

5۔ حکومت دینا اور چھیننا، عزت اور ذلت دینا اور تمام بھلائیاں صرف اللہ کے اختیار میں ہیں

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌo﴾ (آل عمران : ٢٦)

''آپ (ﷺ) کہہ دیجیے، اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے، تو جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

جن جن کو ملک عطا فرمایا:

۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ..... (البقرۃ:۲۵۸) ''کیا آپ (ﷺ) نے اُسے نہیں دیکھا تھا جو ابراہیم (علیہ السلام) سے اُس کے رب (عزوجل) کے بارے میں جھگڑا کرتا تھا حالانکہ اللہ (جل جلالہ) نے اُسے ملک عطا فرمایا''۔

۲۔ ....وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ.... (البقرۃ:۲۵۱) ''داؤد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ (جل جلالہ) نے داؤد (علیہ السلام) کو ملک اور حکمت اور علم عطا فرمایا جتنا کچھ چاہا''۔

۳۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ..... (آل عمران:۲۶) ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں، اے میرے اللہ (جل جلالک) تو ملک کا مالک ہے تو جسے چاہے ملک عطا فرمائے اور جس سے چاہے ملک چھین لے''۔

۴۔ ملکوں کا مالک حقیقی ربِ ذوالجلال والاکرام اِرشاد فرماتا ہے: .....وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○ (البقرۃ:۲۴۷) ''اور اللہ (عزوجل) جسے چاہے اپنا ملک عطا فرمائے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا علم والا ہے''۔

۵۔ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ.... (یوسف:۱۰۱) ''(حضرت یوسف علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب (عزوجل) بے شک تو نے مجھے ملک عطا فرمایا''۔

۶۔ ....فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ○ (النسآء:۵۴) ''پس تحقیق ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو کتاب اور حکمت بھی دی اور ملکِ عظیم بھی عطا فرمایا''۔

۷۔ حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم سے گزارش کی: قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ○ (ص:۳۵) ''عرض کیا اے میرے رب (جل جلالہ) مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو''۔

۸۔ جب حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے یہ دُعا فرمائی تو اللہ (عزوجل) نے اُنہیں یہ نہیں فرمایا کہ میں کسی کو ملک نہیں دیتا بلکہ اُنہیں بہت بڑا ملک عطا فرمایا اور کتنی رفعت عطا فرمائی، فرمایا: وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ..... (الانبیآء:۸۱) ''اور ہم نے تیز ہوا سلیمان (علیہ السلام) کے تابع کر دی جو اُن کے حکم کے مطابق اُس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی''۔

یعنی جس طرح پہاڑ اور پرندے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے مسخر کر دیئے تھے اسی طرح ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع فرما دی گئی تھی وہ اپنے اعیانِ سلطنت سمیت تخت پر بیٹھ جاتے تھے اور جہاں چاہتے مہینوں کی مسافت لمحوں اور ساعتوں میں طے کر کے وہاں پہنچ جاتے۔ ہوا آپ کے تخت کو اُڑا کے لے جاتی بابرکت زمین سے مراد شام کا علاقہ ہے۔ (تفسیر احسن البیان ص ۸۱۷ اہلحدیث)

۹۔ ....وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ... (سبا:۱۲) ’’اور ہم نے اُن کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا‘‘۔....وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ... (سبا:۱۲) ’’اور جنّات میں سے اُس کے رب کے حکم سے اُس کی ماتحتی میں اُس کے سامنے کام کرتے تھے‘‘۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بہت کچھ عطا فرمایا:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ (المائدۃ:۲۰) ’’اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کئے اور تمہیں بادشاہ کیا اور تمہیں وہ دیا جو سارے جہاں میں کسی کو نہ دیا‘‘۔

حضرت داوٗد علیہ السلام کا ملک:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم فرماتا ہے: ...وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ○ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۙ○ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ○ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ○ (ص:۱۷تا۲۰) ’’اور ہمارے نعمتوں والے بندے داوٗد (علیہ السلام) کا ذکر فرمائیں۔ بے شک وہ بڑے رجوع کرنے والے ہیں۔ بے شک ہم نے اُن کے ساتھ پہاڑ مسخر کر دیئے کہ تسبیح کرتے ہیں شام اور سورج چمکتے اور پرندے جمع کئے ہوئے سب اُن کے فرمانبردار تھے اور ہم نے اُن کے ملک کو مضبوط کیا اور اُن کو حکمت اور قولِ فیصل عطا فرمایا‘‘۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی ہاتھ مبارک کی برکت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم رؤف

ورحیم ﷺ نے ''ابورافع'' کی طرف ایک جماعت بھیجی (جس کی قیادت حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے)۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ چاندنی رات میں ہی اپنی جماعت کو باہر چھوڑ کر ایک حیلہ سے اکیلے ''ابورافع'' کے بالا خانہ پر چڑھ گئے وہاں بہت سے لوگ سورہے تھے پہچان نہ سکے کہ ابورافع کون ہے؟ (اُسے آہستہ سے آواز دی۔ ابورافع نیند کی غشی میں بول پڑا ''ہوں''۔ اُس ہوں کی آواز پر اُس کے بستر پر پہنچ گئے اُس کے پیٹ میں تلوار گھونپی اور لوٹے پھر خیال آیا شاید مرانہیں اور بولے ابو رافع کیا ہوا وہ چیخا کہ مجھے کوئی مار گیا ہے آپ نے دوبارہ اُسی کے پیٹ میں تلوار ماری اچھی طرح سے اُس کا کام تمام کر دیا) حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اُس کے پیٹ میں تلوار ماری کہ وہ اُس کی پیٹھ میں گزر گئی۔ میں سمجھ گیا کہ میں نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ (ابورافع کے محل کے بہت دروازے تھے آپ نے اُوپر جانے والے سارے دروازے اندر سے بند کر لئے تھے تا کہ وقت پر باہر سے ابورافع کو مدد نہ پہنچ سکے) حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واپسی پر میں دروازے کھولنے لگا یہاں تک کہ آخری سیڑھی تک پہنچ (کر سمجھا کہ آخری سیڑھی ہے لیکن ابھی ایک سیڑھی باقی تھی) میں نے پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی کو باندھ لیا پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا۔ بعدازیں میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ تک پہنچا۔ میں نے آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا اور اپنی پنڈلی کے ٹوٹنے کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَھَا فَکَاَنَّمَا اَشْتَکِھَا**[1] ''اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا آپ ﷺ نے اُس پر اپنا نورانی ہاتھ مبارک پھیرا تو گویا میں نے کبھی اِس کی شکایت نہ کی تھی''۔ (گویا پنڈلی کبھی ٹوٹی نہ تھی)۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِسم مبارک تکلیف دُور کرنے کا وسیلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو کسی دوست نے

[1] بخاری حدیث نمبر ۴۰۲۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۷۶، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۳۔

کہا آپ کسی ایسے محسن انسان کا ذکر کیجئے، جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہو تو انہوں نے کہا: یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیک وسلم)، تو یہ کہتے ہی اُن کا سویا ہوا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ معلوم ہوا پیارے آقا علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی اِتنا عظیم اور برکتوں والا ہے کہ جونہی پکاریں یا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیک وسلم) تو تکلیفیں دُور ہو جاتی ہیں۔

حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محولہ بالا واقعہ لکھتے ہوئے عنوان دیا ہے: (بَابَ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا خَدِرَتْ رِجْلَهُ)

یعنی ''جس کا پاؤں سن ہو جائے وہ کیا کہے؟''

حدیث شریف یہ ہے: حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ؎

''حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا حضرت ابونعیم علیہ الرحمہ نے وہ فرماتے ہیں، ہم سے بیان کیا حضرت سفیان علیہ الرحمہ نے وہ حضرت ابواسحاق علیہ الرحمہ سے، وہ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو اُن کو کسی شخص نے کہا، آپ ایسے اِنسان کا ذِکر کریں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے تو (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے) کہا یا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیک وسلم)''۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِسم مبارک اور وسیلہ پاک سے بینائی لوٹ آئی:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک نابینا

؎ اصل کتاب الادب المفرد ص ۱۴۲ چھاپہ مصر، الادب المفرد ص ۱۴۲ چھاپہ بیروت لبنان، کتاب عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۸، ۴۷ از المعروف ابن السنی ۳ سندیں، کتاب الاذکار ص ۲۷۱ علامہ نووی علیہ الرحمہ، تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۹ علامہ شوکانی۔

صحابی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) سے دُعا فرمایئے کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے (یعنی آنکھوں کی بینائی درست ہوجائے اور میں شفاء پاؤں) آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دُعا فرماؤں اور اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ اُس نے عرض کیا، آپ ﷺ دُعا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے اُس کو حکم فرمایا کہ وضو کر اور اچھی طرح سے وضو کر اور اِن کلمات کے ساتھ دُعا کر۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس کو فرمایا دو رکعت نماز ادا کر اور دُعا یوں کر:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ

''اے میرے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی (حضرت محمد ﷺ) کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ (ﷺ) ہی کے وسیلہ سے اپنے رب (کریم) کی بارگاہ میں اپنی حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں (اور دُعا کرتا ہوں) تاکہ وہ میرے لئے پوری ہوجائے یا اللہ (عزوجل) تو میرے بارے میں آپ (ﷺ) کی سفارش قبول فرما۔''

تمام محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا روایت ترمذی شریف، نسائی شریف اور مستدرک حاکم شریف کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ نیز ابن ماجہ کے حوالہ سے بھی اِسے نقل کیا گیا ہے اور اِسے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کی شرط پر صحیح کہا گیا ہے جیسا کہ علامہ شوکانی (جسے ابنِ تیمیہ کے مقلدین اہلحدیث حضرات اپنا امام مانتے ہیں) نے ''تحفۃ الذاکرین صفحہ ۱۶۱'' میں لکھا ہے۔ نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب اُس نابینا نے دُعا کی اور کھڑا ہوا تو اُس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ سابقہ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ترمذی شریف کے حوالہ سے اِس

حدیث پاک کو نقل کیا ہے مگر موجودہ ترمذی شریف سے ''یا محمد'' کاٹ دیا گیا ہے۔ اِسی طرح نسائی شریف کے موجودہ نسخوں میں یہ حدیث پاک نہیں ملتی۔ جن پہلے محدثین کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے اِس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔ اُن کی کتابوں کے نام قارئینِ کرام کی خدمت میں معلومات میں اضافہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ [۳]

اِس دُعا کو اُس وقت کیا گیا، جب سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری زمانہ حیات میں تھے مگر جب آپ ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمالیا تو ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک شخص اُن کے پاس کسی ضرورت کے پیشِ نظر گیا۔ لیکن حضرت امیر المؤمنین سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ ایک دن اُس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور اُن سے اُس نے اپنے واقعہ کو بیان کیا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا، فکر نہ کرو۔ تازہ وضو کرو اور پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور دُعا کرو۔ اُس سائل کو وہ دُعا بتائی جو اُوپر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اِس عمل کے بعد وہ شخص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ دروازے پر دربان نے فوراً استقبال کیا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی

---

[۳] ابن ماجہ عربی ص ۱۰۰، المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۰۴، مسند احمد جلد۴ ص ۱۳۸ (۴ سندیں) جامع صغیر جلد۱ ص ۵۹، صحیح ابن خزیمہ جلد۲ ص ۲۲۵، ۲۲۶، ابن السنی ص ۱۷۰، تحفۃ الذاکرین ص ۱۶۱، حصن حصین عربی ص ۹۷، شفاء السقام ص ۱۶۵، کتاب الاذکار نووی ص ۱۶۷، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۳۱۳، ۵۱۹، خصائص کبریٰ جلد۲ ص ۲۰۱، اصابہ ابن حجر ص ۱۶۴، کنز العمال جلد۱ ص ۱۹۳، روح المعانی جلد۴ ص ۱۲۵، ۱۲۶، تاریخ جیب الہ ص ۱۸۹، کتاب الشفاء اُردو جلد۱ ص ۲۳۱، شرح شفاء ملا علی قاری علیہ الرحمہ جلد۲ ص ۱۰۶، نسیم الریاض جلد۳ ص ۱۰۶، ۳۹۸، البدایہ والنہایہ جلد۶ ص ۱۶۱، ۱۶۲، غنیۃ الطالبین جلد۱ ص ۱۲ مصری چھاپہ، حجۃ اللہ علی العالمین عربی ص ۲۳۱، ۷۹۸، ۸۱۴، انوارِ محمدیہ ص ۳۸۵، سیرت النبی جلد۳ ص ۲۴۱، الدرر السنیہ ص ۸، شمس التواریخ ص ۱۱۱۹، افضل الصلوٰت علی سیّد السادات اردو ص ۱۳۹، مطالع المسرات ص ۳۲۶، جذب القلوب فارسی ص ۲۱۹، تاریخ بخاری جلد۶ ص ۲۰۹، الفتوحات ربانیہ فی شرح الاذکار النوویہ عربی ص ۳۰۳، بہارِ شریعت جلد۴ ص ۳۰، تحفۃ الاخوذی ص ۱۸۴، الترغیب والترہیب جلد۱ ص ۴۷۴۔۲۰۱، زرقانی شرح مواہب جلد۸ ص ۳۸۱، وفاء الوفاء سمہودی جلد۲ ص ۴۲۰۔

رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا ۔امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ اُسے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا: بھئی کیا بات ہے؟ اُس شخص نے اپنی ضرورت اور حاجت بیان کی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فوراً اُسے حل فرمایا اور بہت عزت سے رُخصت فرمایا۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' وہ شخص بعد میں مجھے ملا اور میرا بہت شکریہ ادا کرنے لگا۔ میں نے اُسے کہا' بھئی یہ دُعا حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی اور میں اُس وقت موجود تھا۔

اِس میں ظاہری حیات کے بعد توسل اور ندائے غائبانہ کا ذکر ہے۔

یہ واقعہ درج ذیل کتب میں موجود ہے ؎

ابن تیمیہ صاحب نے اپنی کتاب الوسیلہ اور فتاویٰ ابن تیمیہ میں ترمذی شریف اور نسائی شریف کے حوالہ سے حدیثِ نابینا کو نقل کیا ہے۔ نیز ابن تیمیہ صاحب نے لکھا ہے کہ اِس حدیث کو بیہقی وغیرہ نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نجات کا وسیلہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام' اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں:۔ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ؎ "اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے"۔ (چاہے تو اُسے ہدایت کرے اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے)۔ اور حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے کہا: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

؎ المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۰۳، انجاح الحاجۃ حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۰۰، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۸۱۵، شفاء السقام عربی ص ۱۶۷، ۱۶۸، الدرر السنیہ بحوالہ طبرانی وبیہقی ص ۸، جذب القلوب ص ۲۱۸۔ ۲۲۰، کتاب الوسیلہ ص ۱۵۷، فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۲۶۸ ؎ ابراہیم: ۳۶۔

فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ؀ ٦ ’’(اے اللہ عزوجل) اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا‘‘۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اللہ عزوجل کا ارشاد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تلاوت فرمایا: پھر فَرَفَعَ یَدَیْہِ وَقَالَ اللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَا جِبْرِیْلُ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ فَسْاَلْہُ مَا یُبْکِیْکَ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِمَا قَالَ وَھُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَاجِبْرِیْلُ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ ؎ ’’آپ ﷺ نے اپنے دونوں نورانی ہاتھ مبارک اُٹھائے اور عرض کیا اے میرے اللہ (جل جلالک) میری اُمّت میری اُمّت اور رونے لگے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا: اے جبریل (علیہ السلام) تم (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے لیکن تم جا کر اُن سے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں؟ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پوچھا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ ﷺ نے سب حال بیان فرمایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی منزہ پاک بارگاہ میں عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا، اللہ عزوجل نے فرمایا: اے جبرائیل (علیہ السلام حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور کہہ کہ ہم آپ (ﷺ) کو آپ (ﷺ) کی اُمت کے بارے میں خوش کردیں گے اور ناراض نہیں کریں گے‘‘۔

رَبّ ذوالجلال والاکرام کریم حقیقی کا کیسا کرم ہے کہ ہمارے شفیق وکریم مہربان محبوب نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرمایا ہے کہ ہم آپ ﷺ کو راضی کر دیں گے اور آپ ﷺ کی اُمت کے بارے میں ناراض نہیں کریں گے۔ اللہ

---

٦ المائدہ: ۱۱۸۔ ؎ مسلم جلد ۱ ص ۱۱۳، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۵۰۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۹۵۔ مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۲۴۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷۷، قرطبی جلد ۳ جز ۶ حدیث نمبر ۳۷۹ جلد ۱۰ جز ۲۰ حدیث نمبر ۹۵۔

ﷻ آپ ﷺ کے بلند مرتبے کو بیان فرما رہا ہے کہ خالق کائنات جل وعلا محبوبِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا چاہتا ہے اور یہ حدیث شریف **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى** کے مطابق ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم آپ ﷺ کو عطا فرمائے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے یہ جو فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ ﷺ کو ناراض نہیں کریں گے رضامندی تو جب بھی ہو جاتی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم بعضوں کو معاف فرماتا اور بعضوں کو جہنم میں لے جاتا مگر آپ ﷺ کو رنج رہتا اُن لوگوں کا جو جہنم میں جاتے۔ تو فرمایا ہم آپ ﷺ کو ناراض نہیں کریں گے بلکہ آپ ﷺ کی ساری اُمت کو نجات دیں گے"۔

بت تکلیف دُور نہیں کرسکتے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۵۶) "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں کہ اللہ (ﷻ) کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں (یعنی لکڑی پتھر کے بتوں کو) پکارو نہ تم سے تکلیف دُور کر سکتے ہیں اور نہ پھیر سکتے ہیں (نہ بدل سکتے ہیں)"۔

اللہ (ﷻ) کے بندے تکلیف دُور کرسکتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے بندوں کے پاس اپنی تکالیف کا اِظہار کرنا اور تکلیف دُور کرنے کے لئے مدد چاہنا جائز ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اِرشاد فرماتا ہے: **فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝** (یوسف:۸۸) "پھر جب یہ لوگ اُس (یعنی عزیز مصر یوسف علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو بولے! اے عزیز (مصر) ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو ضرر (تکلیف' مصیبت) پہنچی

ہے اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے۔ اللہ (جل جلالہ) خیرات کرنے والوں کو صلہ عطا فرماتا ہے"۔

فرشتے نجات دہندہ

جب حضرت سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس فرشتے حضرت سیّدنا اسحاق (علیہ السلام) اور حضرت سیّدنا یعقوب (علیہ السلام) کی ولادت کی خوشخبری لے کر آئے تو ساتھ یہ بھی عرض کیا وہ کہ سدوم بستی والوں کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ اُس بستی کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ تو حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: اِنَّ فِیۡهَا لُوۡطًا ؕ "اُس بستی میں (حضرت) لوط (علیہ السلام) رہتے ہیں"۔ تو فرشتوں نے عرض کیا' (قَالُوۡا) نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِیۡهَا ٝ "ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اُس (بستی) میں رہتا ہے"۔ لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَ اَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ٭ۙ کَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ ۝ (العنکبوت: ۳۲) "ہم ضرور اُنہیں اور اُن کے گھر والوں کو نجات دیں گے' سوائے اُن کی بیوی کے وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے"۔

علمِ ملائکہ:

(فرشتوں نے عرض کیا) ہمیں علم ہے کہ اخیار اور مومن کون ہیں اور اشرار کون؟ (تفسیر احسن البیان ص ۹۳۹ حاشیہ نمبر ۴) جب فرشتے حضرت سیّدنا لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے' اُنہوں نے عرض کیا' ہم اِنسان نہیں ہیں۔ (گو بشری صورت میں ہیں) بلکہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے فرشتے ہیں۔ آپ نہ خوف کھائیں اور نہ غم کریں۔ اِنَّا مُنَجُّوۡکَ وَ اَهۡلَکَ اِلَّا امۡرَاَتَکَ کَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ ۝ (العنکبوت: ۳۳) "بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے' سوائے آپ کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے"۔

اہلحدیث (غیر مقلدین) کے مفسر نے تفسیر احسن البیان میں لکھا ہے "فرشتوں نے حضرت سیّدنا لوط (علیہ السلام) کی اِس پریشانی اور غم وحزن کی کیفیت کو دیکھا تو

اُنہیں تسلی دی اور کہا کہ آپ کوئی خوف اور حزن نہ کریں۔ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ ہمارا مقصد آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو سوائے آپ کی بیوی کے نجات دلانا ہے۔ (تفسیر احسن البیان ص۹۳۹ حاشیہ نمبر۷ چھاپہ سعودی عرب)

سورۃ الحجر میں ہے: قَالُوْٓا ''فرشتوں نے کہا'' اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (آیت:۵۹) ''ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر (حضرت سیّدنا لوط علیہ السلام) کے گھر والے کہ اُن سب کو ہم بچالیں گے''۔ معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے بندے بھی نجات دہندہ اور بچانے والے ہوتے ہیں۔ فرشتے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے بندے جبکہ نوری بندے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ...... (الزخرف:۱۹) ''اور اُنہوں نے فرشتوں کو (جو) کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا (یعنی کہا)۔

ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم خود بخود بچاتا اور نجات دیتا ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے بندے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی دی ہوئی طاقت وتوفیق سے نجات دیتے ہیں اور بچاتے ہیں۔ لہٰذا یہ عقیدہ عقیدۂ توحید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم بھی نجات دہندہ ہے اور مشکل کُشا ہے اور اُس کے بندے بھی نجات دہندے اور مشکل کُشا ہیں۔ اِس فرق کے ساتھ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خود بخود اور اُس کے بندے اللہ (عزوجل) کی توفیق سے۔

بزرگوں کی شان:

اگرچہ بزرگ آسمانی اور زمینی نظام میں ذاتی اور مستقل بالذات حیثیت سے اختیار نہیں رکھتے۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں یہ برگزیدہ ہستیاں اِس مقام اور درجہ کی حامل ہیں کہ ربِ کائنات کی بارگاہ میں جو سوال کریں' اللہ قادرِ مطلق اُسے پورا فرمادیتا ہے۔ اِسی لئے اہلِ ایمان' اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی مشکلات

کے حل کے لئے سوال کرتے ہیں۔

یہ بات یاد رہے، ولی اللہ جیسے اس دنیا میں رہتے ہوئے ولی اللہ ہوتے ہیں ایسے ہی وہ عالم برزخ میں بھی ولی اللہ ہوتے ہیں۔ عظمت اور مقام یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے بارے میں فرماتا ہے: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا ط ''میں ہی اُس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔''

(ترجمہ) از: وحید الزماں صاحب غیر مقلد تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۹)

خالقِ کائنات نے اُنہیں ایسی نعمت سے نوازا ہے کہ جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کرسکتا اور پھر اسی حدیثِ قدسی شریف میں اِرشادِ خداوندی ہے: وَاِنْ سَأَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهُ [۸] ''وہ اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُس کو عطا فرماتا ہوں''۔

ذرّے کے مالک کون نہیں؟

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ (سبا:۲۲) ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمائیں پکارو اُنہیں اللہ (جل جلالہ) کے سوا جنہیں تم اللہ (عزوجل) کے سوا (معبود) سمجھتے ہو۔ وہ ذرّہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور ان کا اِن دونوں میں کچھ حصہ ہے اور نہ اللہ (عزوجل) کا اُن میں کوئی مددگار ہے''۔

---

[۸] بخاری جلد ۲ ص ۹۶۳، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹، قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۱۸۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۴۰، تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۱۱۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۶۴، جلد ۱۰ ص ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۷، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۳۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۷۹۶۔

''صحیح اسلامی عقیدہ'' نامی پمفلٹ کے مؤلف نے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ کا ترجمہ کیا ہے ''جس کو تم اللہ کے سوا مشکل کشا سمجھتے ہو۔'' حالانکہ یہ ترجمہ بنتا ہی نہیں ہے۔ سعودی عرب کے چھپے ہوئے ترجمہ اور تفسیر احسن البیان میں لکھا ہے ''جن جن کا تمہیں معبود ہونے کا گمان ہے''۔ (ص ۱۲۰۵ حاشیہ نمبر ۱)

اِس مقام پر مودودی صاحب نے ترجمہ کیا ہے:-

۱۔ ''(اے نبی اُن مشرکین سے) کہو کہ پکار دیکھو اپنے اُن معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو''۔ [۹]

۲۔ شبیر احمد عثمانی صاحب نے ''تفسیر عثمانی'' میں زیرِ آیت لکھا ہے: ''یہاں سے مشرکین مکہ کو خطاب ہے''۔

۳۔ تفسیر ''بیان القرآن'' میں اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے: ''اس سے مراد معبودانِ باطل ہیں''۔

نوٹ: سورۂ سبا مکی سورت ہے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین و کفار ۳۶۰ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اُنہیں اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ لکڑی و پتھر کی مورتیاں نہ تو رسول تھے اور نہ ہی اولیاء، وہ محض بے جان بت تھے جنہیں مشرکین مکہ مکرمہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک بنا کر پوجتے تھے۔ یا وہ لوگ ملائکہ اور جنات کی عبادت کرتے تھے۔

دیگر مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے اُس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں' اللہ عزوجل نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فرمایا: (قُلْ) يَامُحَمَّدُ لِكُفَّارِ مَكَّةَ بَنِىْ مَلِيْحٍ (ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) عَبَدْتُّمْ (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) حَتّٰى يُجِيْبُوْكُمْ وَكَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ وَيَظُنُّوْنَ اَنَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ قَالَ اللّٰهُ لَهُمْ (لَا يَمْلِكُوْنَ) لَا يَقْدِرُوْنَ اَنْ يَّنْفَعُوْكُمْ (مِثْقَالَ ذَرَّةٍ) وَزْنَ ذَرَّةٍ (فِى السَّمٰوٰتِ) مِمَّا فِى السَّمٰوٰتِ (وَلَا فِى الْاَرْضِ) وَلَا مِمَّا فِى الْاَرْضِ (وَمَا لَهُمْ) لِلْمَلَائِكَةِ

---

[۹] تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۱۹۹۔

(فِيهِمَا) فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (مِنْ شِرْكٍ) مِنْ شِرْكَةٍ مَعَ اللّٰهِ (وَمَالَهُ)لِلّٰهِ (مِنهُم)مِنَ الْمَلَائِكَةِ (مِنْ ظَهِيرٍ)مِنْ عَوْنٍ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۞[۱۰] ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کفار سے فرمایئے، بلاؤ اور پکارو اُنہیں جنہیں تم اللہ (جل جلالہ) کے سوا معبود سمجھے بیٹھے ہو وہ آسمانوں اور زمینوں میں ذرّہ بھر کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ اُن کا اِن دونوں میں کچھ حصہ ہے اور اُن میں سے کوئی اللہ (جل جلالہ) کا مددگار نہیں ہے''۔

اِس آیتِ مبارک میں انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں۔ یہ سچ ہے کہ آسمان و زمین کے بنانے میں کسی کا بھی کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے کسی سے مدد لی ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم فرما رہا ہے۔ مگر کفار و مشرکینِ مکہ مکرمہ کے بارے میں آپ ﷺ کو فرمایا ہے کہ آپ ﷺ مشرکین سے فرمادیں۔ ''جن بتوں کی تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو''۔ کفار مکہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادت نہیں کرتے تھے وہ تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا رسول بھی نہیں مانتے تھے اور نہ ہی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو مانتے تھے وہ اِن سب کے دشمن تھے۔ لہٰذا اِس آیتِ مبارک سے یہ بزرگ اور دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے مراد ہو سکتے ہیں۔

۵۔ تفسیر قرطبی:

(الجامع لاحکام القران) میں ہے:۔ فَقُلْ يَامُحَمَّدُ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ هَلْ عِنْدَ شُرَكَائِكُمْ قُدْرَةٌ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ [۱۱] ''یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) مشرکین سے فرمائیں کہ کیا تمہارے شریکوں کو اِن چیزوں پر قدرت حاصل ہے؟'' (آسمان و زمین بنانے میں) اَی

[۱۰] تنویر المقیاس عن تفسیر ابن عباس (عربی) زیر آیت ص ۳۶۶ چھاپہ تنویر القرآن اردو بازار۔
[۱۱] قرطبی جلد ۷ جز ۱۴ ص ۱۸۸۔

ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ آلِهَةٌ لَّكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لِتَنْفَعُكُمْ اَوْ لِتَدْفَعَ عَنْكُمْ مَا قَضَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْكُمْ [۱۲] ''پکارو انہیں جنہیں تم اللہ (ﷻ) کے مقابلے میں معبود گمان کرتے ہو کہ تمہیں نفع پہنچائیں یا قضاءِ الٰہی کو ٹال دیں جو تم پر نازل ہو''۔

۶۔ تفسیر جلالین و تفسیر مظہری:

(قُلْ) يَا مُحَمَّدُ لِكُفَّارِ مَكَّةَ (ادْعُوا) اَيُّهَا الْكُفَّارُ (الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) اَيْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اٰلِهَةً [۱۳] ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کفار سے فرمادیجئے کہ جن کو تم اللہ (ﷻ) کے سوا اپنا معبود سمجھ رہے ہو''۔

اس آیت مبارک میں خطاب تو کفار مکہ مکرمہ سے ہے جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقابلے میں الٰہ بنا رکھے تھے۔ کوئی مسلمان کسی نبی علیہ السلام اور ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو نہ تو الٰہ مانتا ہے اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے مقابلے میں مانتا بلکہ ہر صاحبِ ایمان انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقربین اور مقبولانِ بارگاہ الٰہی مان کر ان کی پیروی کرتا ہے اور حکم الٰہیہ کی تعمیل کرتا ہے۔

۷۔ تفسیر ابن جریر و تفسیر النسفی:

(قُلْ) لِمُشْرِكِيْ قَوْمِكَ ''اپنی قوم کے مشرکین سے فرمائیں''۔ (ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اَيْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ''جنہیں تم اللہ (ﷻ) کے سوا معبود گمان کرتے ہو''۔ [۱۴]

۸۔ تفسیر الفتح القدیر:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ هٰذَا اَمْرٌ

---

[۱۲] ایضاً۔ [۱۳] مظہری جلد ۸ ص ۲۵، جلالین (عربی) زیر آیت ص ۲۳۱ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور کراچی)۔ [۱۴] تفسیر النسفی جلد ۲ ص ۳۲۷، ابن جریر جلد ۱۰ ص ۳۷۱۔

لِلنَّبِیِّ (ﷺ) بِاَنْ یَّقُوْلَ لِکُفَّارِ قُرَیْشٍ اَوْ لِلْکُفَّارِ عَلَی الْاِطْلَاقِ هٰذَا الْقَوْلَ، وَمَفْعُوْلَا زَعَمْتُمْ مَحْذُوْفَانِ: اَیْ زَعَمْتُمُوْهُمْ آلِهَةً ۱۵
"یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو حکم ہے کہ قریش مکہ مکرمہ سے یا مطلقاً ہر کافر سے فرمائیں کہ جنہیں تم معبود گمان کرتے ہو"۔ (زَعَمْتُمْ کے دو مفعول محذوف ہیں)

۹۔ تفسیر روح البیان:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ) یَامُحَمَّدُ لِلْمُشْرِکِیْنَ اِظْهَارً لِبُطْلَانِ مَاهُمْ عَلَیْهِ وَتَبْکِیْتًا لَهُمْ "اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مشرکین سے فرمائیں اس آیت مبارک میں اُن لوگوں کے گندے اور غلط مسائل کا اظہار اور اُن کو بدگوئی سے خاموش کرانا مطلوب ہے"۔ (اُدْعُوا) نَادُوْا (الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ) قَالَ فِی الْقَامُوْسِ الزَّعْمُ مُثَلَّثَةُ الْقَوْلِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْکِذْبِ ضِدٌّ وَاَکْثَرُ مَا یُقَالُ فِیْمَا شَکَّ فِیْهِ ۱۶ اُدْعُوا بمعنی نادوا۔ القاموس میں ہے کہ اَلزَّعْمُ وہ قول نقل کرنا جس میں جھوٹ کا شائبہ ہو۔ اسی لئے قرآنِ مجید میں ہر جگہ اس کے قائلین کی مذمت کی گئی ہے۔

وَفِی الْمُفْرَدَاتِ الزَّعْمُ حِکَایَةُ قَوْلٍ یَکُوْنُ مَظِنَّةَ الْکِذْبِ وَلِهٰذَا جَآءَ فِی الْقُرْآنِ فِیْ کُلِّ مَوْضِعٍ ذَمِّ الْقَائِلِیْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) مَقَامَهٗ وَالْمَعْنٰی اُدْعُوا الَّذِیْنَ عَبَدْتُمُوْهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فِیْمَا یَهُمُّکُمْ مِنْ جَلْبِ نَفْعٍ وَدَفْعِ ضَرٍّ لَعَلَّهُمْ یَسْتَجِیْبُوْنَ لَکُمْ اِنْ صَحَّ دَعْوَاکُمْ ثُمَّ اَجَابَ عَنْهُ اِشْعَارًا بِتَعَیُّنِ الْجَوَابِ وَاَنَّهٗ لَا یَقْبَلُ الْمُکَابَرَةَ فَقَالَ بِطَرِیْقِ الْاِسْتِیْنَافِ لِبَیَانِ حَالِهِمْ ۱۷ "مفردات میں ہے اَب معنی یہ ہوا کہ اے مشرکو! جن کی تم اللہ (ﷻ) کے سوا عبادت کرتے ہو بلاؤ اُن اُمور میں جو تمہیں درپیش ہوتے ہیں یعنی نفع کے حصول اور ضرر کے دفع کرنے میں جو تمہیں جواب دیں گے اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو۔ اس کے جواب میں فرمایا تاکہ معلوم ہو

۱۵ فتح القدیر جلد ۳ ص ۴۰۱۔ ۱۶ روح البیان جلد ۷ ص ۲۸۹۔ ۱۷ روح البیان جلد ص ۲۸۹۔

کہ ایسوں کو ایسا جواب دینا چاہئے اور یہ بھی ہے کہ مخالف کے مقابلہ میں مکابرہ (لڑائی، جھگڑا) قابل قبول نہیں۔ اِسی لئے اِن کے حال کا جملہ مستانفہ (یعنی وہ جملہ جس کو سابقہ جملے سے معناً تو ربط ہو مگر لفظاً کچھ تعلق نہ ہو) کے طور پر بیان فرمایا"۔

۱۰۔ تفسیر ابنِ کثیر:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اَیْ مِنَ الْاٰلِهَةِ الَّتِیْ عَبَدْتَّ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۱۸ "وہ معبود جن کی تم اللہ (عزوجل) کے سوا عبادت کرتے ہو"۔

۱۱۔ تفسیر احسن البیان:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ "کہہ دیجئے! کہ اللہ (جل جلالہ) کے سوا جن جن کا تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے سب کو پکار لو"۔ زَعَمْتُمُوْهُمْ آلِهَةً "یعنی جن جن کو تم معبود گمان کرتے ہو"۔ ۱۹

۱۲۔ تفسیر بحر المحیط:

(قُلْ) يَامُحَمَّدُ لِلْمُشْرِكِيْنَ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مشرکین سے فرمادیں" (ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) وَهُمْ مَعْبُوْدَاتِهِمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْاَصْنَامِ ۲۰ "اور وہ اُن کے معبود ہیں، فرشتوں اور بتوں میں"

۱۳۔ "اے محمد! جمیع اقسام کے مشرکین سے کہہ دو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جن لوگوں کو تم اپنے زعم میں اُلوہیت والا سمجھتے ہو اُن کو پکارو، کسی میں اُلوہیت کا نام بھی نہیں"۔ ۲۱

۱۴۔ "اَب ذرا اِن بناوٹی معبودوں کو پکار کر دیکھو۔" ۲۲

۱۵۔ قُلْ يَامُحَمَّدُ لِكُفَّارِ مَكَّةَ۔ ۲۳ "یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ مکرمہ کے کفار کو فرمائیں"۔

---

۱۸ ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۵۷۔ ۱۹ تفسیر احسن البیان ص ۱۰۱۲ چھاپہ سعودی عرب۔ ۲۰ تفسیر بحر المحیط جلد ۷ ص ۲۶۴۔ ۲۱ مواہب الرحمان جلد ۷ ص ۵۶۳۔ ۲۲ تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۱۹۹، حاشیہ نمبر ۱۹۹۔ ۲۳ صاوی علی الجلالین جز ۳ ص ۳۲۷۔

۱۶۔ اَیْ قُلْ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ لِھٰٓؤُ لَآءِ الْمُشْرِکِیْنَ اُدْعُوْا ھٰٓؤُلَآءِ الْاَصْنَامِ ۲۴؎ ’’اے رسول (صلی اللہ علیک وسلم) مشرکین سے فرمائیں اِن بتوں کو پکارو‘‘۔

علاوہ ازیں دیکھئے: (۱۷) تفسیر ابی سعود جلد ۴ جز ۷ ص ۱۳۱۔ (۱۸) تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۲۵۔ (۱۹) الکشاف جلد ۳ ص ۸ ۲۷۔ (۲۰) تفسیر ابن جوزیہ جلد ۶ ص ۴۵۱۔ (۲۱) روح المعانی جز ۲۲ ص ۱۲۵۔ (۲۲) تفسیر کبیر جز ۲۵ ص ۲۵۴۔ (یہ آیت بنی ملیح کفّار کے خلاف نازل ہوئی ہے جو جنات کی پوجا کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ وہ ملائکہ ہیں۔) (۲۳) کشف الاسرار جلد ۸ ص ۱۳۰۔ (۲۴) تفسیر المنتخب ص ۶۳۸۔

مذکورہ بالا تفاسیر میں اِس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اِرشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کفّار و مشرکین کو فرما دیجئے کہ تم جن معبودانِ باطل یعنی بتوں کو ’’اِلٰہ‘‘ سمجھ کر پوجا کرتے ہو یہ آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں ہیں۔

محولہ بالا تفاسیر میں سے کسی میں بھی بزرگوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ جھوٹے معبودوں کی نفی ہے جنہیں مشرکین وکفارِ مکہ مکرمہ پوجتے تھے۔ اِس آیتِ مبارک کا اِطلاق کسی بھی صورت میں انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء اللہ عظام اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا۔ یہ تو مقبولانِ بارگاہِ الٰہی ہیں۔

’’صحیح اِسلامی عقیدہ‘‘ نامی پمفلٹ کے مؤلف نے جو ترجمہ اور تفسیر پیش کی ہے وہ صریحاً معنوی تحریفِ قرآنِ حکیم ہے۔

اپنی غلط تفسیر کو سچ ثابت کرنے کے لئے پھر سورۃ الفاطر کی آیت نمبر ۱۳:
وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ O کے من گھڑت ترجمہ کا سہارا لینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اس آیتِ مبارکہ سے لکڑی و پتھر کے بت مراد ہیں۔ جن کو مشرکین اِلٰہ حقیقی کا شریک جان کر پرستش کرتے تھے۔

۲۴؎ تفسیر المراغی جلد ۸ جز ۲۲ ص ۷۷۔

دیکھئے بحر المحیط جلد ۷ ص ۳۰۵۔ ۲۔ ابن جریر جز ۲۲ ص ۳۷' صاوی علی الجلالین جلد ۳ ص ۳۵۷' النسفی جلد ۳ ص ۳۳۷' المراغی جلد ۸ جز ۲۲ ص ۱۱۶' ابی سعود جلد ۴ جز ۷ ص ۱۴۸' القرطبی جز ۱۴ جلد ۷ ص ۳۳۶' مظہری جلد ۸ ص ۵۰' الکشاف جلد ۳ ص ۳۰۴' روح البیان جلد ۷ جلد ۲۲ ص ۳۳۲' روح المعانی جز ۲۲ ص ۱۶۸' تفسیر کبیر جلد ۲۶ ص ۱۲' کشف الاسرار جلد ۸ ص ۱۷۴ (الاصنام) المنتخب ص ۲۴۶۔ ابن عباس ص ۴۷۰' جلالین ص ۲۹۰ شیخ سعدی شیرازی صاحب' حسینی جلد ۲ ص ۲۲۱' شاہ ولی اللہ صاحب' امام احمد رضا خان صاحب' تفسیر عثمانی (جنہیں تم خدا قرار دے کر پکارتے ہو)' تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۲۲۶ (مشرکین کے معبود کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں)' ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۷۰۔

اگر کوئی پوچھے کہ اے بندگانِ نفس یہ بتاؤ کیا یہ آیتِ مبارک اُن پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خلاف نازل ہوئی ہے جو **اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ** کی شان رکھتے ہیں۔ "یقیناً ہم نے آپ ﷺ کو (حوض) کوثر اور (بہت کچھ) دیا ہے"۔

"کوثر" کثرت سے ہے۔ اِس کے متعدد معنیٰ بیان کئے گئے ہیں۔ اِس سے احادیثِ مبارکہ میں اِس کا مصداق حوض کوثر بتلا دیا گیا ہے۔ جس سے اہلِ ایمان جنت میں جانے سے قبل نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دستِ مبارک سے پانی پئیں گے۔ اِسی طرح دُنیا کی فتوحات اور آپ ﷺ کا رفع ودوام ذکر اور آخرت کا اَجر وثواب سب ہی چیزیں "خیر کثیر" میں آجاتی ہیں (ابن کثیر)۔ بت قیامت کے دن کسی کے کام نہیں آئیں گے تو کیا اولیاء علماء اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی کسی کے کام نہیں آئیں گے۔ اگر انصاف کے معنیٰ سمجھ میں آتے ہیں تو غور کریں۔

(۲) **قُلِ ادۡعُوا الَّذِیۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ فَلَا یَمۡلِکُوۡنَ کَشۡفَ الضُّرِّ عَنۡکُمۡ وَلَا تَحۡوِیۡلًا ○ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الۡوَسِیۡلَةَ اَیُّهُمۡ اَقۡرَبُ وَیَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَهٗ وَیَخَافُوۡنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ کَانَ مَحۡذُوۡرًا ○** [۴۵] "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ

---

[۴۵] بنی اسرائیل: ۵۷۔

(ﷺ) فرمادیں کہ اللہ (ﷻ) کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو اُنہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ (تفسیر احسن البیان) اور وہ جنہیں کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ اُن میں زیادہ کون مقرب ہے اُس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے"۔

آیتِ مبارک میں **مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ** سے مراد فرشتوں اور بزرگوں کی وہ تصویریں اور مجسمے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ (احسن البیان ۸۱۷ حاشیہ نمبر۴ سعودی عرب) اِس آیت مبارک کی تفسیر میں صحیح بخاری میں ہے: **کَانَ نَاسٌ مِنَ الْاِنْسِ نَاسًامِّنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّکَ ھٰؤُلَآءِ بِدِیْنِھِمْ**[۲۶] (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) اِس آیتِ مبارک کی شانِ نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پوجا کرتے تھے پھر ایسا ہوا کہ وہ جن مسلمان ہوگئے اور یہ مشرک اُنہی کی پرستش کرتے رہے، شرک پر قائم رہے"۔

اِس آیتِ مبارک میں جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر نازل ہوئی اور صحیح بخاری کی تشریح کے باوجود بعض لوگ بضد ہیں کہ اِس آیتِ مبارک میں **مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ** سے مراد حضرات اَنبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اولیاوصالحین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔

قابلِ غور بات ہے بفرضِ محال اگر کسی شخص نے کسی نبی علیہ السلام یا ولی اللہ کی پوجا کی تو اِس میں نبی اللہ علیہ السلام اور ولی اللہ کا کیا قصور ہے؟ کیا اُنہوں نے کہا تھا کہ ہمیں معبود بنالو؟ کیا اُن کی تعلیمات میں ایسی بات تھی؟ یقیناً جواب نفی میں ہے تو جن لوگوں نے جنوں، فرشتوں، اَنبیاء کرام علیہم السلام اور علماء کی تصویریں اور مجسمے بنا کر پوجا کی۔ تو یہ غلطی لوگوں کی ہے اِس کی سزا اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیاروں کو تو نہیں ملے گی۔ تصویریں اور مجسمے بنا کر پوجنے والوں کو فرمادیا گیا ہے: **اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ**O "تم اور جن کی تم اللہ (ﷻ) کے سوا پوجا کرتے

[۲۶] بخاری جلد۲ ص ۶۸۵، مسلم جلد۲ ص ۴۲۲، ابن عباس ۹ ۱۷، روح البیان جلد۵ ص ۴ ۱۷، مظہری جلد۵ ص ۴۵۰، ابن جریر جلد۱۵ ص ۱۰۴، مدارک جلد ص ۱۸ ۷۔

ہو وہ سب جہنم میں جائیں گے"۔ یعنی پجاری اور تصویریں اور مجسمے نہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا انسانیت اسی میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے اور انہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہہ کر اپنی آخرت تباہ نہ کی جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ تو مِنَ اللّٰهِ ہوتے ہیں اور ان سے محبت کرنی چاہیے اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اس دعا کو حفظ کر لینا چاہیے تاکہ یہ خطرہ ٹل جائے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دعا فرمائی اور سکھائی' دعا یہ ہے: اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ [۲۷] "میں تجھ سے تیری محبت اور جو تجھ سے محبت کریں اُن کی محبت اور اُس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کر دے مانگتا ہوں"۔ کیا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے محبت کرنی چاہیے؟ کیا اللہ جل جلالہ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی محبت سکھاتے ہیں؟ "اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ"

نفع و ضرر:

قرآنِ مجید میں جہاں کہیں: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ (یونس:۱۰۶) ایسی آیاتِ مبارکہ آتی ہیں یعنی "اور اللہ (جل جلالہ) کے سوا اُس کی بندگی نہ کرو جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ بُرا تو پھر اگر ایسا کرے تو اُس وقت ظالموں میں سے ہوگا"۔

یا قرآنِ مجید میں بتوں کا ذکر کر کے مختلف انداز میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

کہیں فرمایا: لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ (یونس:۱۰۶)

کہیں فرمایا: مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّکُمْ (الانبیآء:۶۶)

کہیں فرمایا: مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ (الفرقان:۵۵)

اِن تمام مقامات پر نفع اور نقصان کا ذکر کرنے کا یہ مقصد بیان کیا جاتا ہے کہ اگر اِن کی عبادت کی جائے تو اِن کی عبادت کرنا نفع نہ دے اور عبادت نہ کی جائے تو

[۲۷] مشکوٰۃ ۲۲۷ ترمذی حدیث نمبر ۳۲۳۵' درمنثور جلد ۷ ص ۲۰۳' ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۰۔

اِن کی عبادت نہ کرنا نقصان نہ دے۔ جبکہ اِن کی عبادت کرنے کا نقصان ہے اور نہ کرنے کا نفع ہے۔

اِن معنوں کی تشریح میں سورۃ الانعام کی آیت نمبر ا۷ میں ارشادِ پاک ہے: قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا ....

۱۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سب مسلمانوں کی طرف سے مشرکین سے کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا (تمہاری مرضی کے موافق) ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ (اس عبادت کرنے کی صورت میں) ہم کو نفع دے یعنی نفع پہنچانے پر قادر ہو) اور نہ وہ (اِس کی عبادت نہ کرنے کی صورت میں) ہم کو نقصان دے یعنی نقصان پہنچانے پر قادر ہو۔ مراد اِس سے اِلٰہ باطلہ ہیں''۔ (معارف القرآن جلد۳ ص۳۱۹ دیوبندی)

۲۔ ''کہہ دیجئے جملہ مؤمنین کی طرف سے کہ کیا ہم عبادت کریں غیر خدا کی وہ چیز جو ہم کو نہ نفع دے' اپنی عبادت سے اور نہ ہم کو ضرر دے' اُس کی عبادت چھوڑنے سے اور یہ چیز بت ہیں۔'' (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد۳ ص۱۹۶)

۳۔ ''سدی نے کہا مشرکوں نے مسلمانوں کو کہا ہمارے راستے کی پیروی کرو اور دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو تو اللہ نے آیت اتاری کہ کہہ دو کیا خدا کو چھوڑ کر اُن بتوں کی پرستش کروں جو نہ نفع بخشتے ہیں نہ ضرر''۔ (ابن کثیر مترجم جلد۲ ص۷۵)

۴۔ یہ آیتِ مبارک اُس وقت نازل ہوئی جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ (جبکہ وہ ابھی اِیمان نہیں لائے تھے) نے اپنے والدِ محترم سے بتوں کی عبادت کرنے کے لئے کہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کیا ہم اُن کی عبادت کریں کہ جن کو پوجیں تو نفع نہ دیں اور نہ پوجیں تو نقصان دینے کی قدرت نہ رکھیں؟۔

اِسی طرح دیگر مندرجہ ذیل مفسرین نے بھی یہی ترجمہ اور تشریح بیان کی ہے:

المینار جلد۷ ص۵۲۳' القرطبی جلد۴ جز ۷ ص ۱۷' مظہری جلد۳ ص۲۵۳' بحر

المحیط جلد۳ ص ۲۵۳' الکشاف جلد۲ ص ۲۷' فتح القدیر جلد۲ ص ۱۳۰' روح البیان جلد۳ جزء۷ ص ۵۲' ابن الجوزیہ جلد۳ ص ۶۶' روح المعانی جزء۷ ص ۱۶۳' تفسیر کبیر جلد۱۳' ص ۲۹۔۱۵' المنتخب ص ۱۸۴' معالم خازن جلد۲ ص ۱۲۱' جلالین جلد۲ ص ۲۲' بحرالمحیط جلد۴ ص ۱۵۶' صاوی علی الجلالین جز۲ ص ۲۱ (اَنَعۡبُدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَالَا یَنۡفَعُنَا) بِعِبَادَتِہٖ (وَلَا یَضُرُّنَا) یترکھا وَھُوَ الۡاَصۡنَامُ) المراغی جلد۳ جزء۷ ص ۱۶۴' النسفی جلد۲ ص ۱۸' ابن عباس ص ۸۹۔۲۳' حسینی جلداص ۲۷۱' بیضاوی ص ۱۴۴' شیخ سعدی علیہ الرحمہ' امام اہلسنّت و جماعت اِمام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز' شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ' اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی۔

رہی نفع اور نقصان کی بات تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے چیزوں میں نفع بھی رکھا ہے اور نقصان بھی۔ اور ہر کوئی چیزوں سے مخلوق سے نفع بھی حاصل کرتا ہے اور نقصان بھی اُٹھاتا ہے۔

کشتی میں نفع:

.....وَالۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ ..... (البقرہ:۱۶۴) ''اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے''۔

جانوروں میں نفع:

وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَہَا ۚ لَکُمۡ فِیۡہَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡہَا تَاۡکُلُوۡنَ ۝ (النحل:۵) ''اور چوپائے پیدا کئے اُن میں تمہارے لئے گرم لباس اور منافع ہے اور اُن میں سے کھاتے ہو''۔

وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ۝ۙ لِّیَشۡہَدُوۡا مَنَافِعَ لَہُمۡ.... (الحج:۲۷۔۲۸) ''اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دیں وہ تمہارے پاس ضرور حاضر ہوں گے' پیادہ اور ہر دُبلی اونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہیں تا کہ وہ اپنا منافع پائیں''۔

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ○ (الحج:۳۳) ''تمہارے لئے چوپاؤں میں نفع ہے ایک مقرر میعاد تک پھر اُن کا پہنچنا ہے اُس آزاد گھر تک''۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ○ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ○ (المؤمنون:۲۱) ''اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں سمجھنے کا مقام ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اُس میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے اور تمہارے لئے اِن میں بہت نفع ہے اور ان سے تمہاری خوراک ہے اور اِن پر اور کشتی پر سوار کیے جاتے ہو''۔

.....وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ.... (الحدید:۲۵) ''اور ہم نے لوہا اُتارا اور اِس میں سخت آنچ اور لوگوں کے لئے نفع''۔

فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ○ (الاعلیٰ:۹) ''پس آپ ﷺ نصیحت فرمائیں آپ ﷺ کی نصیحت نفع دے گی''۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ○ (الذاریت:۵۵) ''اور نصیحت فرمائیں آپ ﷺ کی نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم سے مدد گار مانگنا:

مکہ مکرمہ کے وہ کمزور مرد عورتیں اور بچے جو ہجرت نہ کر سکے اُن پر مکہ مکرمہ کے مشرکین اور کفار ظلم وستم ڈھانے لگے تو اُن لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے حضور دُعا کی یا اللہ یا تو ہمیں مکہ مکرمہ سے نکال دے یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو ہمیں کفار کے چنگل سے چھڑائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے دُعا قبول فرمائی۔ دُعا کرنے والوں نے کیا دُعا کی۔ ربِّ ذوالجلال والاکرام نے سورۃ النسآء کی آیتِ مبارک نمبر ۷۵ میں اُس دُعا کو بیان فرمایا ہے:۔ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ○ ''اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی

حمایتی اور کارساز مقرر کر دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا''۔

یہ ترجمہ تفسیر ''احسن البیان'' سے لیا گیا ہے۔ جو محمد جونا گڑھی صاحب جو اہلحدیث اور غیر مقلد ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اِس ترجمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد اُن فتووں کی نفی اور تکذیب کرتا ہے جن میں یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی مددگار اور کارساز نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم لوگوں کی دُعا پر اعتراض کئے بغیر فرما رہا ہے۔

اور بمطابق تفسیر احسن البیان جہاد دو قسم کا ہے ایک جہاد فی سبیل اللہ اور جہاد برائے مظلومین۔ پہلے جہاد کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ یعنی دین کی نشر واشاعت اور کلمۃ اللہ کا غلبہ ہے۔ جبکہ دوسرے جہاد کا مقصد کمزور مردوں' عورتوں اور بچوں کو نجات دلاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ (النسآء:۷۵) ''بھلا کیا وجہ ہے کہ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کی راہ میں اور اُن ناتواں مردوں' عورتوں اور ننھے منھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو جو یوں دُعا مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خود اپنے پاس سے حمایتی اور کارساز مقرر کر دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا''۔

لوگوں نے یہ نہیں کہا تو ہماری مدد کر تو مددگار حقیقی ہے ہمیں کوئی مددگار اور کارساز اور حمایتی نہیں چاہئے بلکہ عرض کیا کہ اپنے پاس سے حمایتی' کارساز' مشکل کشا اور مددگار مقرر فرما۔ یہ جو مقرر ہوں گے یہ کون ہوں گے؟ یقیناً یہ مخلوق ماسوا اللہ ہوگی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اُن ایمان والوں کو جھڑکا نہیں کہ تم مجھے کہتے ہو کوئی حمایتی' کارساز' مددگار اور مشکل کشا بھیج' یہ کیوں نہیں عرض کیا کہ یا اللہ

تیرے سوا کوئی مددگار، کارساز مشکل کشا نہیں، اِس لئے تو ہماری مشکل کشائی اور ہماری مدد فرما اور ہمیں نجات دے۔ معلوم ہوا کہ یہ عقیدۂ عقیدہ توحید ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے مشکل کشا، حمایتی، مددگار، کارساز اور فریادرس ہوتے ہیں اور یہ اللہ (عزوجل) کے بندے ہی ہوتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر احسن البیان کے لکھنے والے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے لکھا ہے: اللہ تبارک وتعالٰی نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ تم اِن (مُسْتَضْعَفِيْنَ) کو کفار سے نجات دلانے کے لئے جہاد کیوں نہیں کیا؟ اِس آیتِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا ہے کہ جس علاقے میں مسلمان اِس طرح ظلم وستم کا شکار اور کفار میں گھرے ہوئے ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اُن کو کافروں کے ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے جہاد کریں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَـيْــــًٔـا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ﴾ (الحج: ۷۳)

''لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے، اگرچہ سارے کے سارے ہی جمع ہوجائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اس (چیز) کو بھی اس مکھی سے چھین نہیں سکتے۔''

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ﴾ (الفاطر: ۱۳)

''(لوگوں) جنہیں تم اس (اللہ) کے سوا پکار رہے ہو۔ وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔''

یہ آیتِ مبارک انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے خلاف نازل نہیں ہوئی بلکہ جھوٹے معبودوں کے خلاف نازل ہوئی ہے۔

مفسرین کرام نے محولہ بالا آیتِ مبارک کی تشریح میں لکھا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد معبودانِ باطل یعنی لکڑی اور پتھر کے بُت ہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اذن سے پرندے بنا سکتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں قرآنِ مجید میں بیان ہے:

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

اِس آیتِ مبارک میں اُن کی کمزوری بیان ہو رہی ہے جن کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔ نیز اُن کے پجاریوں کی کم عقلی بیان ہو رہی ہے جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں اُن کی ایک مثال نہایت عمدہ اور بالکل مطابق واقعہ بیان ہو رہی ہے ذرا توجہ سے پڑھو کہا: اَیْ لَوِ اجْتَمَعَ جَمِیْعٌ مَّا تَعْبُدُوْنَ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادِ عَلٰی اَنْ یَّقْدِرُوْا عَلٰی خَلْقِ ذُبَابٍ وَّاحِدٍ وَّمَا قَدَرُوْا عَلٰی ذٰلِکَ [1] ''اُن کے تمام بت اور جنہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر پوج رہے ہیں، اگر یہ جمع ہو جائیں اور ایک مکھی بنانا چاہیں تو سارے عاجز آ جائیں گے اور ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔''

عَنْ عِکْرِمَۃَ رضی اللہ عنہ قَوْلُہٗ (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اِلٰی قَوْلِہٖ (لَا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ) قَالَ: الْاَصْنَامُ [2]

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''بے شک جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو سے لے کر۔۔۔۔ وہ مکھی سے چھڑا نہیں سکتے تک سے مراد ''بت ہیں''

تفسیر مدارک میں ہے:

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد آلِھَۃ بَاطِلَۃٌ [3] یعنی ''معبودانِ باطل'' ہیں۔

تفسیر طبری میں ہے:

(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا) اِنَّ

---

[1] ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۰۴۔ [2] در منثور جلد ۶ ص ۷۵۔ [3] تفسیر النسفی جلد ۲ ص ۱۲۵۔

جَمِیعَ مَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنَ الْاٰلِهَةِ وَالْاَصْنَام لَوْ جُمِعَتْ لَمْ یَخْلُقُوْا ذُبَابًا. ''کہ یہ تمام جھوٹے معبود اکٹھے ہو جائیں تو مکھی نہیں بنا سکتے''۔
وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ یَقُوْلُ وَاِنْ یَّسْلُبْ الْاٰلِهَةُ وَالْاَوْثَانُ الذُّبَابُ شَیْئًا مِمَّا عَلَیْهَا مِنْ طِیْبٍ وَمَا اَشْبَهَهُ مِنْ شَیْءٍ لَا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۴ ''اور اگر اِن معبودانِ باطل اور بتوں سے مکھی کوئی چیز چھین کے لے جائے تو اُس سے چھڑا نہیں سکتے''۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَهَا اَیُّهَا الْكُفَّارُ اٰلِهَةً كَائِنَةً ۵
اے کافرو جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اور اُن کو معبود کہہ کر پکارتے ہو

تفسیر درمنثور میں ہے:

نَزَلَتْ فِیْ صَنَمٍ ۶
یہ آیتِ مبارک بتوں کے بارے میں نازل ہوئی لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا یَعْنِیْ اَلصَّنَمُ لَا یَخْلُقُ ذُبَابًا ۷ ''یعنی بت مکھی نہیں بنا سکتے''۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ضَعُفَ الطَّالِبُ ۸ سے مراد آلِهَتُكُمْ ''تمہارے معبود ہیں''۔
(ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝)
اَلطَّالِبُ عَابِدُ الصَّنَمِ وَالْمَطْلُوْبُ الصَّنَمِ ۹
''طالب سے مراد بت کی پوجا کرنے والا اور مطلوب سے مراد بت''۔

تفسیر روح المعانی میں ہے:

اِنْ كَانَتْ نَازِلَةً فِی الْاَصْنَامِ ۱۰ ''یہ آیتِ مبارک بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے''

۴ تفسیر طبری جلد ۹ ص ۱۸۹۔ ۵ مظہری جلد ۶ ص ۳۴۹۔ ۶ درمنثور جلد ۶ ص ۷۵۔ ۷ ایضاً۔ ۸ درمنثور ایضاً۔ ۹ فتح القدیر جلد ۳ ص ۵۸۵، مظہری جلد ۶ ص ۳۴۹، قرطبی جلد ۶ ج ۱۲ ص ۶۵، ابوسعود جلد ۴ ص ۳۹۸۔ ۱۰ روح المعانی جلد ۷ ج ۹ ص ۱۹۲۔

تفسیر مظہری میں ہے:

كَانُوْا يَطْلُوْنَ الْاَصْنَامَ بِالزَّعْفَرَانِ وَيَضَعُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهَا الطَّعَامُ وَكَانَتِ الذُّبَابُ تَقَعُ عَلَيْهِ وَتَسْلُبُ مِنْهُ فَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَنْ يَّسْلُبَ الذُّبَابُ شَيْئًا مِّنْهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اِسْتِنْقَاذِهٖ وَلَا يقوون عَلٰى مَقَاوَمَتِهٖ فَضْلًا مِنْ اَنْ يَّخْلُقُوْهُ [۱۱]

"مشرکین بتوں پر زعفران کا لیپ کرتے تھے اور اُن کے سامنے کھانا رکھتے تھے، مکھیاں کھانے پر گرتی تھیں اور اُس میں سے کچھ لے اُڑتی تھیں مگر بُت اُن سے چھین نہ سکتے تھے۔"

تفسیر قرطبی میں ہے:

اَلْمُرَادُ الْاَوْثَانُ الَّذِيْنَ عِبْدُوْهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [۱۲]

"اس آیتِ مبارکہ میں اَلَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں جنہیں لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے تھے"۔

..... وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝

(فاطر:۱۳)

تفسیر جلالین میں: وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ کا مطلب لکھا ہے وَالَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ اور وہ جو پوجتے ہیں مِنْ دُوْنِهٖ (اَیْ غَيْرُوْهُمُ الْاَصْنَامُ) [۱۳]

اُس یعنی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا وہ بت ہیں جن کو لوگ پوجتے تھے۔

تفسیر بحرالمحیط میں ہے: یہ هِيَ الْاَوْثَانُ [۱۴] "یہ بت ہیں" جن کی لوگ پوجا کرتے تھے جو کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے بھی مالک نہیں ہیں۔

---

[۱۱] روح المعانی جلد ۷ جز ۹ ص ۱۹۲، مظہری جلد ۶ ص ۳۴۸، قرطبی جلد ۶ جز ۲ ص ۶۵ ـ [۱۲] قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ ص ۶۵ ـ [۱۳] حاشیہ الجمل علی الجلالین جلد ۶ ص ۲۵۴، جلالین زیر آیت ـ [۱۴] بحر المحیط جلد ۷ ص ۲۹۲ ـ

تفسیر کبیر میں ہے: اَیْ مِنَ الْاَصْنَامِ ۱۵ "یہ بت ہیں"۔
تفسیر قرطبی میں ہے: وَالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ یعنی الاصنام ۱۶ "اِس سے مراد بت ہیں"۔
تفسیر النسفی میں ہے: یعنی اَلْاَصْنَامُ الَّتِیْ تَعْبُدُوْنَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۱۷ "یعنی بت جن کو تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجا کرتے ہو"۔
تفسیر روح البیان میں ہے: اَیْ الْاَصْنَامُ لِلْاَصْنَامِ لِلْاِعَانَةِ وَکَشْفِ الضُّرِّ ۱۸ "یہ بت ہیں اگر بتوں کو اعانت اور دفع ضرر کے لئے پکارو" وَلَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَ کُمْ "تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں"۔ لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ وَالْجَمَادُ لَیْسَ مِنْ شَانِهِ السَّمَاعُ ۱۹ "کیونکہ وہ پتھر ہیں اور پتھروں میں سماعت کہاں"۔
تفسیر مظہری میں ہے: اَیِ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَهَا مِنَ الْاَصْنَامِ ۲۰ جن کو تم مِنْ دُوْنِهٖ تعالٰی پوجتے ہو۔
تفسیر ضیاء القرآن میں ہے:
"قطمیر: کھجور کی گٹھلی پر جو سفید سا چھلکا یا جھلی ہوتی ہے اُسے قطمیر کہتے ہیں۔ لکڑی پتھر کے بت اور مورتیاں اُس کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں"۔ ۲۱
تفہیم القرآن میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:
اصل میں لفظ قطمیر استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے مراد وہ پتلی سی جھلی ہے جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتی ہے۔ لیکن اصل مقصود یہ بتانا ہے کہ مشرکین کے معبود کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ ۲۲
بعض لوگ دانستہ طور پر بتوں کے بارے میں نازل کی ہوئی آیاتِ مبارکہ کو

---

۱۵ تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۴۷۰۔ ۱۶ قرطبی جلد ۷ جز ۱۴ ص ۲۱۴۔ ۱۷ تفسیر النسفی جلد ۲ ص ۳۸۳۔
۱۸ روح البیان جلد ۷ ص ۳۳۳۔ ۱۹ روح البیان جلد ۷ ص ۳۳۳۔ ۲۰ مظہری جلد ۸ ص ۵۰۔
۲۱ ضیاء القرآن جلد ۴ ص ۱۲۸۔ ۲۲ تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۲۲۷۔

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر چسپاں کرتے ہیں۔ محولہ بالا آیتِ مبارک سورۂ فاطر کی آیت نمبر ۱۳ ہے۔ سورۂ فاطر مکی سورت ہے قرآنِ مجید کی ترتیب کے لحاظ سے اِس کا نمبر ۳۵ ہے جبکہ نزول کے اِعتبار سے اِس کا نمبر ۴۳ ہے۔ مکہ مکرمہ میں لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ لکڑی پتھر کے بتوں کو پوجتے تھے جنہیں وہ اپنے گمان میں معبود ٹھہراتے تھے۔ لہٰذا ایسی آیاتِ مبارکہ سے ظاہر کرنا کے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے مقابلے میں کوئی ذرّہ کا مالک نہیں۔ یہ تو بات تب کہی جائے کہ جب کوئی کلمہ پڑھنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے مقابلے میں کسی کو ذرّے کا مالک سمجھتا ہو۔ مسلمان اور بت کا کیا تعلق ہے؟ ہاں! البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اپنے فضل وکرم اور مشیّت سے جس اور جن پیارے اور محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو چاہے مالک بنا دے۔ اُس کی عطا کو ماننا عین توحید ہے۔ تفصیل آپ پیچھے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

پکار مختلف قسم کی ہے مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کا مخلوق کو پکارنا مخلوق کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارنا۔ انبیاء کرام علیہم السّلام کا اُمتوں کو پکارنا، اُمتوں کا انبیاء کرام علیہم السّلام کو پکارنا۔ مخلوق کا مخلوق کو پکارنا، حاضر کا حاضر کو پکارنا، اِن پکاروں میں کسی عقلمند کو اِختلاف نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے اگر اِختلاف پیدا کیا ہے تو اس میں کہ حاضر غائب کو نہیں پکار سکتا اور زندہ فوت شدہ کو نہیں پکار سکتا۔ اگر پکارے گا تو شرک و بدعت ہوگا۔ یہ اِختلاف قرآنِ پاک اور حدیث پاک پر نظر کی کمی سے پیدا ہوا ہے۔ غائب کو پکارنا اگر شرک و بدعت ہوتا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو نہ پکارتے جو ایران میں نہاوند کے علاقہ میں مصروف جہاد تھے جیسا کہ مشکوٰۃ باب الکرامات ص ۵۴۶ بحوالہ بیہقی فی دلائل النبوۃ اور تاریخ الخلفاء ص ۸۵ وغیرہ میں ہے۔ (یَا سَارِیَۃَ الْجَبَل)

سرکارِ کائنات ﷺ کو پکارنا:

سرکارِ کائنات ﷺ کو وصال کے بعد حرف ندا ''یا'' کے ساتھ امداد کے لئے پکارنا بروایت سند صحیح ثابت ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط واقع ہو گیا۔ ایک صاحب حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کیا:۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اپنی اُمت کے لئے پانی مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہوتی جارہی ہے'' ۔فَاَتَی الرَّجُلُ فِی الْمَنَامِ [۲۳] تو ایک مردان (حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) کی خواب میں آئے۔ اَلْاِسْتِیْعَابُ جلد۲ص۴۶۴ (بیروت) میں ہے۔ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ فِی الْمَنَامِ (خواب میں نبی کریم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے۔اور فرمایا: اِئْتِ عُمَرَ فَمُرْهُ اَنْ یَّسْتَسْقِیَ لِلنَّاسِ فَاِنَّھُمْ سَیُسْقَوْنَ وَقُلْ لَهٗ عَلَیْکَ الْکَیْسُ الْکَیْسُ فَاَتَی الرَّجُلُ عُمَرَ فَاَخْبَرَهٗ قَالَ فَبَکٰی عُمَرُ وَقَالَ یَا رَبِّ مَا آلُوْ اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ [۲۴]

''(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور اُنہیں کہو کہ لوگوں کے لئے بارش کی دُعا کریں۔ اُنہیں بارش دی جائے گی اور اُنہیں کہو اِحتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) رو دیئے۔ عرض کیا' یا اللہ (جل جلالک) میں اپنی بساط بھر کوتاہی نہیں کرتا۔''

---

[۲۳] فتح الباری شرح بخاری جلد۲ص۶۳۰ باب سؤال النّاس الامام الاستسقا اذا قحطوا (چھاپہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)۔ [۲۴] مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۲ص۳۲، الاستیعاب جلد ۲ص۴۶۴۔

اِسی طرح مصیبت اور تکلیف کے وقت پکارنے کے بارے میں ''الادب المفرد'' ص۱۴۲ عربی چھاپہ بیروت سطر نمبر۴ از یرِ عنوان ''بَابُ مَا یَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهُ '' لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک آدمی نے انہیں کہا کسی ایسے انسان کو یاد کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے تو انہوں نے پکارا ''یَآ مُحَمَّدُ '' (صلی اللہ علیک وسلم) (اور اُن کی تکلیف دُور ہوگئی) لیکن کتنا عجیب وغریب مسئلہ ہے کہ ایک کلمہ گو وہ ہے جس کو یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیک وسلم کہنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے اور ایک کلمہ گو وہ ہے جس کو یَا مُحَمَّد صلی اللہ علیک وسلم کہنے' سننے پر بھی تکلیف ہوتی ہے۔

وصال کے بعد قبرِ انور پر حاضری اور گناہوں کی بخشش کے لئے پکار اور دُعا:

وَلَوْاَنَّهُمْ اِذْظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ ۲۵

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے معافی چاہیں اور رسولِ کریم (ﷺ) اُن کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''۔

دیوبندی مکتب فکر کے مفسر مفتی محمد شفیع صاحب نے اِس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:''آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپؐ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہوسکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے''۲۶ (من وعن)

تفسیر قرطبی (لاحکام القرآن) میں ہے: عَنْ عَلِيّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا

---

۲۵ النسآء:۶۴ ۔ ۲۶ تفسیر معارف القرآن جلد۲ ص۴۵۹ ۔ چھاپہ ادارہ المعارف کراچی نمبر۱۶۔

اَعْرَابِیٌّ بَعْدَ مَادَفَنَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِثَلاثَۃِ اَیَّامٍ فَرَمٰی بِنَفْسِہٖ
عَلٰی قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَحَثَا عَلٰی رَأْسِہٖ مِنْ تُرَابِہٖ فَقَالَ: قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِعْنَا قَوْلَکَ ،وَوَعَیْتَ عَنِ اللّٰہِ فَوَعَیْنَا عَنْکَ
وَکَانَ فِیْمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ (وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ) الْآیَۃِ
وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَجِئْتُکَ / تَسْتَغْفِرْلِیْ فَنُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ اِنَّہٗ
قَدْ غُفِرَلَکَ ۲۷

"(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم) نے فرمایا: جب ہم نے رسول (کریم ﷺ) کو دفنایا تو ہمارے دفنانے کے تین روز بعد ایک اعرابی آپ (ﷺ) پاس آیا اور (فرطِ رنج وغم سے) قبرِ انور کے پاس آ کر گر گیا اور خاکِ پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور عرض کرنے لگا' اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) جو آپ (ﷺ) نے فرمایا ہم نے سنا جو آپ ﷺ نے اپنے رب سے سیکھا وہ ہم نے آپ (ﷺ) سے سیکھا اور اِسی میں یہ آیتِ مبارک بھی تھی: وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ میں نے اپنی جان پر بڑے ظلم کئے اب میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں' اے سراپا شفقت ورحمت! میری مغفرت کے لئے دُعا فرمائیں۔ (اُس وقت جو لوگ حاضر تھے اُن کا بیان ہے کہ) اُس کے جواب میں قبرِ انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَلَکَ "تجھے بخش دیا گیا ہے" ۲۸

☆☆☆

۲۷ قرطبی جلد۳ جز۵ ص۲، ۱۷۲، بحر المحیط جلد۳ ص۲۹۶۔ تفسیر النسفی جلد۱ ص۲۶۲۔ ۲۸ تفسیر معارف القرآن جلد۲ ص۴۶۰، ضیاء القرآن جلد۱ ص۳۵۹، تفسیر نعیمی جلد۵ ص۳۲۲، تفسیر خزائن العرفان زیرِ آیت۔